امیر حاجب کی سیاسی اہمیت

احمد حسن، ریسرچ اسکالر شعبۂ تاریخ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

رسول اکرمؐ نے اپنی زندگی کے آخر میں اس زمانے کی ضروریات کے پیش نظر نظامِ حکومت کی پوری طرح اصلاح کر دی تھی۔ جیسے جیسے مسلم مملکت کی حدود میں اضافہ ہوتا گیا، نظامِ حکومت کی مزید اصلاح کی جاتی رہی۔ چنانچہ ہر دورِ حکومت میں اس کی اپنی سیاسی اور انتظامی سہولیات کے تحت نئے نئے دفاتر قائم کیے گئے اور حاجب کا عہدہ بھی انھیں قائم شدہ دفاتر میں سے ایک ہے جس کی امیر معاویہ نے داغ بیل ڈالی اور عبدالملک بن مروان اموی کے دور میں پروان چڑھا۔

حسن ابراہیم حسن[1] کا یہ کہنا بظاہر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہ نے خارجیوں کے سبب یہ دفتر قائم کیا اس لیے کہ خارجیوں کا وجود ہی حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ کے آپسی اختلافات کی وجہ سے ہوا بلکہ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی یکے بعد دیگرے شہادت کی تاریخ کے علاوہ امیر معاویہ پر قاتلانہ حملہ اس عہدہ کے قیام کا بنیادی سبب بنا۔ قتل و غارتگری کے خوف کا یہ عالم تھا کہ امیر معاویہ نے نماز کی قیادت کے لیے خلیفہ کا ایک محفوظ مقام بنوایا جس کو حجرہ کہتے تھے۔

عبدالملک کے زمانے میں یہ دفتر باقاعدگی سے کام کرنے لگا اور سوائے مؤذن، صاحب البرید اور منتظم خوراک کے کسی کو حاجب خلیفہ کی اجازت کے بغیر اندر داخل ہونے سے روکتا تھا[2]۔ اس سے حاجب کا وقار رفتہ رفتہ بڑھتا گیا اور ایک زمانہ ایسا آیا جس میں حاجب آزادانہ

[1] مسلمانوں کا نظم مملکت، اردو ترجمہ از محمد علیم اللہ صدیقی ص ۱۴۳۔

[2] مقدمہ ابن خلدون، انگریزی ترجمہ از روزنتھال۔ جلد دوم ص ۶۔

سے احکام جاری کرنے لگا۔

اس سب کے باوجود حاجب کی اہمیت اموی دور میں اتنی نہیں معلوم ہوتی جو قاری کیلئے خصوصی توجہ کا مرکز ہے بلکہ دورِ عباسیہ میں اس کی سیاسی اہمیت بدرجۂ اتم بڑھ جاتی ہے موجودہ دور کے مؤرخین کی نظر حاجب کی سیاسی اہمیت اور اس کے کردار کا اندازہ نہیں کر سکی ہے۔ اس مقالہ میں اسی نکتہ پر توجہ مرکوز کی گئی ہے جس کے بغیر عباسی دور کی لونچیاں حکایات کا صحیح معنوں میں تجزیہ کرنا ممکن نہیں۔

ابوالعباس سفاح کی تخت نشینی کے وقت ہی سیاست ایک ایسے دور میں داخل ہوتی ہے جس میں خلیفہ کو زیادہ حفاظت، زیادہ رعب اور زیادہ بالاتری کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ اس دورِ حکومت میں حاجب کے ساتھ ساتھ ایک اور دفتر قائم کیا جاتا ہے جس کو وزارت کہتے ہیں۔ اگرچہ حاجب اور وزیر دونوں کے اختیارات اور میدانِ عمل مختلف تھے پھر بھی دونوں ہی خلیفہ کی توجہ اپنی بہتر کارکردگی کی جانب مبذول کرانے کی کوشش کرتے تھے جس کی شخصیت سیاسی طور پر زیادہ جاذب اور زیادہ قابلِ توجہ ہوتی خلیفہ کو متاثر کرتی۔ چنانچہ عباسی دور کے تقریباً اوائل ہی سے وزیر اور حاجب کے درمیان ایک خاموش مگر نمایاں سیاسی کار آزمائی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ تاریخ کے صفحات پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوگا کہ وزراء کے قتل، تہدید اور مصائب میں حاجب کا ایک اہم کردار رہا ہے۔ ابوجعفر المنصور کے زمانے میں ابوایوب موریانی اور مہدی کے زمانے میں عبیداللہ کے قتل میں منصور اور مہدی کے حاجب ربیع کی مکمل سازش تھی[1]۔

ابوعبداللہ یعقوب بن داؤد مہدی کا دوسرا وزیر بھی ربیع کی سازش سے دفترِ وزارت حاصل کرنا چاہتا تھا اور اس کے عوض اس نے ربیع کو ایک لاکھ دینار دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن

---

[1] ابن طقطقی - الفخری، انگریزی ترجمہ از سی۔ای۔ جے۔ وٹنگ۔ ص ۱۶۹۔

کامیابی نہیں ہوئی[1]

اس طرح کی مسلسل سیاسی اقرابازی اور جنگ آزمائی میں ربیع بن یونس کو کامیابی اس وقت حاصل ہوئی جب ہادی نے الفیض کو وزارت کے عہدے سے معزول کر ربیع کو حاجب سے ترقی دے کر قلمدان وزارت اُسے سونپ دیا اور حاجب کے عہدے پر فضل بن ربیع کو مقرر کر دیا جو ہارون کے دور میں بھی کافی عرصے تک اسی عہدے پر مامور آلِ برامکہ کو روبزوال کرنے میں حاجب فضل بن ربیع کا ہاتھ تھا۔ چنانچہ جعفر بن برمک کے قتل کے بعد اس کو ہارون نے دفترِ وزارت پر مقرر کیا[2] اسی ربیع نے امین کو اپنے بیٹے کی ولی عہدی اور اپنے بھائی مامون کی ولی عہدی کو منسوخ کر دینے پر آمادہ کیا مگر اس وقت اس کے ذہن سے یہ بات نکل چکی تھی کہ سیاست اب اس کے بجائے ایک اس کے ہم پلہ شخص کا ساتھ دینے پر بھی مجبور ہو سکتی ہے۔ فضل بن سہل اس وقت امین کے بجائے مامون کے ساتھ ہو لیا اور مامون کی فوجوں کو آراستہ و پیراستہ کر کے میدانِ جنگ کے لیے پوری طرح تیار کیا۔ چنانچہ سخت خونریزی اور خانہ جنگی کا نتیجہ مامون کی کامیابی پر ختم ہوا۔ امین کے قتل کے ساتھ ساتھ ربیع کے بجائے اب وزارتِ عظمیٰ کا عہدہ فضل بن سہل کو اس کی کوششوں کے نتیجہ میں دیا گیا اور اس کو اس درجہ عزت، شان شوکت اور اختیارات دیے گئے کہ برامکہ کے علاوہ اس کی مثال نہیں ملتی اور اس کا قتل بھی ہوا۔ اس کا لقب برامکہ کے ذی الوزارتین کے بجائے ریاست الحرب والریاست التدبیر یعنی ذی الریاستین تھا اور اس کا نام سکوں میں بھی شامل کیا گیا تھا۔ اسی طرح فضل بن سہل کے بعد اس کا بھائی احمد بن سہل جو اس وقت تک حاجب تھا ایک بااختیار شخص بنایا گیا جس کو اگرچہ وزیر کا لقب نہیں دیا گیا تھا لیکن دوسرے معنوں میں کافی اہمیت

[1] ایضاً، صفحہ ۱۸۱ - ۱۸۳ -

[2] ایضاً، صفحہ ۲۱۳ - ۲۱۴، جہشیاری صفحہ ۲۲۵

حاصل رہی۔

حاجب کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ عباسی حکومت کے دور انحطاط میں جب ترکی جنرل ازمو ابن الرئق نے حکومت کا کاروبار اپنے ہاتھ میں لیا تو اس نے دفتر وزارت پر تسلط ترک کرکے دفتر حجابت پر قبضہ کر لیا۔[ل] اور عباسی خلفاء نے ان ترکوں کو حاجب یا وزیر کے لقب کے بجائے امیر کے لقب سے سرفراز کیا۔ اور اسی وقت سے اس دفتر کے مالک کو امیر یا حاجب کہا جانے لگا۔

آل بویہ کے دور میں حاجب اور وزیر کے بجائے خلیفہ کا ایک کاتب ہوتا تھا اور امیر کا ایک نائب تھا۔ چنانچہ اس دور میں وزیر اور حاجب دونوں ہی کو بالائے طاق رکھ دیا گیا تھا۔ لہٰذا سیاست کی کارآزمائیوں میں امیر ہی کی شخصیت تمام سیاست کا مرکز بن گئی تھی۔

آل سلجوق کے دور میں دارالخلافہ میں تو وزیر کی حیثیت کو بحال کر دیا گیا تھا لیکن حاجب کا تذکرہ تاریخ میں نہیں ملتا بلکہ حفاظتی اقدامات کے لیے نائب امیر بغداد میں رہا کرتا تھا جس کو عمید الجیوش کہتے تھے۔ یہاں دارالامارت میں وزیر اور حاجب دونوں ہی کے عہدے موجود تھے اور ملک شاہ سلجوقی کے عہد میں دونوں ہی اپنی اپنی سازش کے جوہر دکھانے میں مشغول رہے۔ آل سلجوق کے دور میں حاجب کو وکیل در کہا جاتا تھا اور اس دور کی مشہور ہستی تاج الملک جو اپنی لیاقت اور عقل و فہم میں کسی سے کم نہ تھا۔ چنانچہ نظام الملک جیسے باصلاحیت بارعب اور سیاسی مدبر وزیر سے لوہا لینا اسی کا کام تھا۔ اس کی خوبی

ل　ابو اسحاق محمد بن ابراہیم الاسکافی القریتی اس زمانے میں مکتفی کا وزیر تھا جو بعد میں قید کر دیا گیا اور الکرخی نے اس کی جگہ لی جو پچاس دن تک اس عہدہ پر مامور رہا اور بعد میں البریدی کو دوبارہ وزارت پر مقرر کیا گیا۔ اسی طرح جنرل ازمو کی سازش سے متعدد وزراء یکے بعد دیگرے مقرر کیے جاتے رہے۔ (ایضاً ص ۳۰۵)

یہ تھی کہ اس نے نہ صرف درگاہ بلکہ حرم پر بھی اپنا اثر و رسوخ قائم کر لیا تھا جس سے وہ بادشاہ کی حمایت حاصل کرنے میں کامیاب ہوا اور نظام الملک کے قتل کے بعد چند روز کے لیے وزیر اعظم مقرر ہوا۔[1]

یہی سبب ہے کہ جب نظام الملک کو اظہار خیال کا موقع ملا تو اس نے وکیل در کو ایک پارینہ اور بوسیدہ یا آوٹ ڈیٹیڈ کہا اور اس عہدہ کو ختم کرنے کی سفارش کی لیکن نظام الملک اپنے اس منصوبے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

حاجب کے عہدے پر تقرری کے لیے مدکار شرائط کا علم بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس لیے کہ اس زمانے کی مسلسل سازش اور سیاسی اکھاڑ پچھاڑ کے لیے وزیر کی متبادل صلاحیات والا آدمی زیادہ مناسب ہو سکتا تھا۔ دوسرے یہ کہ دیوان کا افسر اعلیٰ وزیر ہوتا تھا اور حاجب کو درگاہ کی نگرانی کرنی پڑتی تھی لیکن بادشاہ سے باریابی کے وقت حاجب اور وزیر دونوں ہی یکجا ہوا کرتے تھے اور اپنے اپنے اثر اور سیاسی اہمیت کے کارنامے دکھایا کرتے تھے۔ حاجب کے گروپ کے جتنے زیادہ سے زیادہ اشخاص بادشاہ سے ملاقات کرتے اور اپنے کام بنا لیتے اتنا ہی اس کا گروپ مضبوط ہوتا چلا جاتا۔ جب کہ وزیر کا لوگوں کی عرضیوں کا بادشاہ سے حکم لینا ایک فرض تھا۔ وزیر کے لیے کسی بھی دفتر میں مالی معاملات اور کتابت جیسے تجربہ کا ہونا زیادہ سود مند تھا نیز حاجب کے لیے لازم صلاحیات سے متصف ہونا بھی ضروری تھا۔ جب کہ حاجب کے لیے فوجی صلاحیت، بادشاہ سے وفاداری اور آداب شاہی سے واقفیت لازم تھی۔ نظام الملک نے حاجب کے عہدے تک پہنچنے کے لیے چند تاریخی حقائق کا انکشاف کیا ہے بیگتگین کے سلسلے میں رقم طراز ہے کہ اس کو ایک غلام سے حاجب کے عہدے تک پہنچایا گیا اور تقریباً یہی صورت سامانیوں کے عہد سے حاجب کے لیے جاری رہی۔ ایک غلام کو خریدنے کے بعد اس کو حاجب کی نگرانی میں دیا جاتا تھا اور اس کو پیادہ ... کا حکم تھا۔ دوسرے سال

---

[1] سیف الدین عقیلی۔ آثار الوزراء۔ تہران، ۱۳۳۷ھ، ص۱۷۱

حاجب کی رپورٹ پر ایک ترکی گھوڑا دیا جاتا تھا اور اس طرح غلام کو بتدریج عزت افزائی کے زینے طے کرائے جاتے تھے۔ تیسرے سال اُسے شمشیر دراز (قراچوری) دی جاتی تھی، چوتھے سال ترکش و کمان دان اور زین، پانچویں سال بہتر زین اور جیّد لگام، قبا اور گرز آہنی (دبوس)، چھٹے سال ساقی گری و آبداری اور ایک پیالہ، ساتویں سال جامہ داری اور آٹھویں سال خیمتگکی مع رسن و سولہ میخ اور تین نو خیزہ غلام بھی اُس کو دیے جاتے تھے تاکہ وہ ان کی تربیت کرے۔ علاوہ ازیں کام دار کالی ٹوپی، گنزی قبا اور وشاق باشی کالقب دیا جاتا تھا۔ اس طرح رفتہ رفتہ اس کے رہن سہن، لباس، عہدہ اور شان و شوکت میں اضافہ کیا جاتا تھا اور وہ غلام حاجب کے عہدے تک پہنچ جاتا تھا۔ نظام الملک کا خیال ہے کہ پینتیس ۳۵ چالیس ۴۰ برس خدمت کے بغیر غلام کو امارت تک نہ پہنچایا جائے[۱]

تاج الملک بھی بنیادی طور پر ایک غلام تھا لیکن اس سلسلے میں کہنا قدرے مشکل ہے کہ عباسی خلفاء اور ان کے متقدمین نے بھی اس اصول کو اپنایا ہوگا۔ البتہ ترک ریاستوں میں اس اصول کی بڑی حد تک پابندی کی گئی[۲]

مقصد یہ کہ جتنا زیادہ خلفاء اور بادشاہوں نے خود کو عوام سے دور رکھ کر جنگ و جدال میں مصروف رکھا اتنے ہی زیادہ دفاتر کی ضرورت پڑتی گئی[۳] نیز یہ کہ بادشاہ اپنی زندگی کو جس قدر محفوظ کرتا گیا اسی قدر عوام سے دور ہوتا گیا اور جن عہدے داروں کو عوام و خواص سے قربت کا موقع ملا ان کی اتنی ہی سیاسی اہمیت اور اثر و رسوخ بڑھتا گیا چنانچہ

---

۱ نظام الملک طوسی، سیاست نامہ۔ تہران، ۱۲۵۸ھ، ص ۱۰۱۔ ۲۷۔ ۱۲۶۔

۲ سیف الدین عقیلی۔ آثار الوزراء۔ تہران، ۱۳۳۷ھ، ص ۱۱۱

۳ اموی دور میں جن دفاتر کا تذکرہ ملتا ہے ان میں دیوان الجند، دیوان الخاتم، دیوان الخراج، دیوان البرید، محکمۂ قضا، پولیس اور کاتب دیوان خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ عباسی دور میں انھیں دفاتر کو مزید تقسیم کر دیا گیا تھا البتہ حاجب کا عہدہ اپنی اصلی حالت میں باقی رہا۔

انتظامی سہولیات کے سبب پورے انتظام کو تین حصوں میں تقسیم کردیا گیا اور خلیفہ یا بادشاہ ان سب کا کلیتاً مختار بنا رہا۔ پہلا حصہ انتظامی اعتبار سے زیادہ اہم تھا اس کو دیوان اصلی کہتے تھے اور اس کے تحت مالی معاملات کی دیکھ ریکھ آتی تھی۔ اس کے انچارج کو وزیر کہتے تھے انتظامیہ کا دوسرا جزو درگاہ تھا جس کا انچارج حاجب یا وکیلِ در ہوتا تھا اور یہ دونوں ہی افراد بادشاہ کے کافی قریب رہتے تھے۔ تیسرا حصہ حرم کا تھا اس کے لیے بادشاہ ایک عہدے دار مقرر کرتا تھا اور اس کے تمام اخراجات و ضروریات وغیرہ بھی عموماً حاجب ہی کے زیرِ نگرانی رہتے تھے[1] یہی وجہ تھی کہ حاجب اور وزیر آپسی تال میل کے بجائے جھگڑوں میں زیادہ دلچسپی لیتے تھے مشہور مقولہ ہے کہ دو درویش ایک چادر میں پناہ لے سکتے ہیں لیکن دو بادشاہ ایک جگہ نہیں رہ سکتے۔

اموی اسپین اور دیگر مسلم مملکتوں میں اسی سبب سے دونوں عہدے دار بالعموم بیک وقت مقرر نہیں کیے گئے[2]۔ چنانچہ وہاں کی سازشوں میں عام طور سے فوجی طاقتیں ہی کارفرما تھیں۔ جب کہ عباسی خلافت یا اس کے زیر اثر قائم شدہ حکومتوں میں فوجی قوتوں کے ساتھ ساتھ اس قسم کی سیاسی قوتوں نے بھی ان کو کمزور کرنے میں کسی قدر کم رول ادا نہیں کیا۔

---

[1] سیاست نامہ پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حاجب اور وکیلِ در کے عہدے بیک وقت ہو سکتے تھے۔ حاجب درگاہ کا اور وکیلِ در حرم کا انچارج معلوم ہوتا ہے لیکن تاریخ سلجوقیان میں صرف وکیلِ در کا تذکرہ ملتا ہے۔ (سیاست نامہ ص۱۰۱، ۱۴۴) اور یہی درگاہ حرم کی دیکھ بھال کرتا تھا۔

[2] مصر میں حاجب کی ضرورت محسوس کی گئی اس کو وزیر (نائب مملکت) کے زیر نگرانی کام کرنا پڑتا تھا۔ یہی حالت تیونس میں بھی تھی۔ بنفصی حکومت میں وزیر کے فرائض بھی حاجب انجام دیتا تھا اور بار ہویں سلطان کے دور میں حاجب سلطان کی جگہ کام کرنے لگا تھا۔ زناتہ حکومت میں حاجب کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا (مقدمہ ابن خلدون ص۱۴۱-۱۴۳)